۲/۳

36726/238

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله ربّ العلمين والصلوة والسلام على سيّدالانبياوالمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين :أمابعد

کیافرماتے ہیں علما کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: عورت اگر حالت حیض میں اپنے مقام سے ایسے مقام کے لیے سفر کرے، جو مسافت سفر پر واقع ہو، اور راستے میں ایسی جگہ پر پاک ہو جائے جو منزل سے مسافت سفر پر نہیں ہے۔تو شامی اور بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ وہ پوری نماز پڑھے گی، وجہ یہ بیان فرمائی ہے" لكن منعها من الصلاة ماليس بصنعها فلغت نيتها من الأول" اس پر یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ" اسقاط صلاۃ" کی وجہ سے وہ نیت کی اہل کیوں نہ رہی جبکہ نیت سفر کا تعلق صرف صلاۃ سے نہیں بلکہ دوسرے مسائل بھی اس سے متعلق ہیں مثلا: ایام اضحیہ میں اگر یہ عورت مذکورہ حالت میں سفر کرے تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی تو قربانی کے حق میں سفر کا اعتبار ہے جبکہ شریعت میں ایسی کوئی مثال ہماری نظر سے نہیں گزری کہ نیت سفر بعض احکام سفر کے حق میں معتبر ہو اور بعض کے حق میں نہ ہو، جبکہ دیگر مسائل واحکام جو نیت سے متعلق ہیں ان میں اسکی نیت کا اعتبار رہونا بدیہی ہے، اور اگر، بغور دیکھا جائے تو حیض مُسقط الصلاۃ تو ہے مسقط اہلیت نہیں ہے، بلکہ بدستور وہ دیگر احکام شرع کی پابند ہے، کیونکہ وہ مسلمہ عاقلہ اور بالغہ ہے اسکی نیت کو محض حیض کی وجہ سے غیر معتبر قرار دینا محل نظر ہے۔

نیز المحيط البرهاني میں ایک صریح جزئیہ ہے:" وفي متفرقات الشيخ الإمام الفقية أبوجعفر: وأماالحائض إذا طهرت في بعض الطريق قصرت الصلاة لأنها مخاطبة "(المحيط البرهانی ،٤٠٨/٢)

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے شرنبلالی کا جواب جس کتاب" نھج النجاۃ" سے نقل فرمایا ہے وہ ایک غیر معروف اور مفقود کتاب ہے، بلکہ اس کے مصنف کو" هدية العارفين "اور" إيضاح المكنون "نے شافعی کہا ہے اگرچہ بعض نے حنفی بھی کہا ہے۔

اب صورتحال یہ ہے کہ ایک جزئیہ" اتمام والا" قواعد کے خلاف، نقل کے اعتبار سے کمزور، قیاس ودرأیت سے متصادم، جبکہ دوسرا جزئیہ" قصر والا" قواعد مذھب کے مطابق ہے اور قائلین اس کے شیخ الاسلام امام فقیہ ابو جعفر اور علامہ شرنبلالی ہے۔تو کیا ترجیح یا عمل اس جزئیہ یعنی" اتمام والا" پر کرنا چاہیے۔

امید ہے کہ آپ ایسے جواب سے سرفراز فرمائیں گے تتلج به الصدور وتخضع له العقول وأجركم على الحىّ القيّوم۔

السائل : ابوثمامہ جامع مسجد بلال، پہلوان گوٹھ کراچی

(جواب منسلک ہے)

۳۵/۲/۲۱ ۱۴ھ

0227

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیا

غور وفکر کے بعد آپ کی بات درست معلوم ہوتی ہے، جس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ :اگر کوئی عورت حالتِ حیض میں اپنے مقام سے ایسے مقام کیلئے سفر کرے جو مسافتِ سفر پر واقع ہو اور راستے میں ایسی جگہ پاک ہوجائے جو منزلِ مقصود سے مسافتِ سفر پر نہیں ہے، (یعنی اس کے اور وطنِ اصلی یا وطنِ اقامت کے درمیان اڑتالیس میل سے کم مسافت رہ گئی ہو)، تو ایسی صورت میں وہ پوری نماز پڑھے گی یا قصر کرے گی، اس سلسلے میں فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات مختلف ہیں، چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے "نہج النجاۃ" اور "فتاویٰ ظہیریہ" کے حوالے سے ذکر فرمایاہے اور "فتاوی تتار خانیہ" اور "حلبی کبیر" میں بھی "ظہیریہ" کے حوالے سے مذکور ہے کہ ایسی صورت میں وہ عورت پوری نماز پڑھے گی۔ (کمافی العبارۃ الاولی و الثانیۃ والثالثۃ)

اس کے بر خلاف "محیطِ برہانی" میں مسئولہ صورت کے متعلق معروف فقیہ امام ابو جعفر الہندوانی رحمہ اللہ کے حوالے سے قصر کا قول مذکور ہے، جسے صاحبِ "محیطِ برہانی" نے اختیار فرمایاہے اور "شامی" میں علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہی قول منقول ہے نیز صاحبِ "درر الحکام" نے بھی مذکورہ صورت میں قصر کا قول اختیار فرمایاہے۔ (کما فی العبارۃالرابعۃ والخامسۃ والسادسۃ)

اردو فتاوی میں سے "احسن الفتاوی" میں یہ مسئلہ مذکور ہے، نیز "بہشتی زیور" میں بھی اس مسئلے کا ذکر ہے، ان دونوں کتابوں میں اتمام کا قول اختیار کیا گیاہے، (کما فی العبارۃالسابعۃ والثامنۃ) اس وقت چونکہ "محیطِ برہانی" طبع نہیں ہوئی تھی ، اسلئے اکابر کے دیگر اردو فتاوی میں ان دو اقوال میں سے کسی کی ترجیح مذکور نہیں، نیز اس سلسلے میں دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے بھی (اس وقت جو کتب میسر تھی انکی روشنی میں) اتمام کے قول پر مشروط طور پر فتوی دیا گیا تھا کہ "جب اس کے خلاف کوئی نص موجود نہیں تو فتوی بھی اسی پر ہے" (کمافی التبویب:۴۹۳/ ۲۳) اب چونکہ "محیطِ برہانی" چھپ چکی ہے، جس میں معروف فقیہ امام ابو جعفر رحمہ اللہ کے حوالے سے صریح نص موجود ہے، اس لئے اب درجِ ذیل دو وجہوں سے ہمیں یہ دوسرا قول زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے :

ا۔ اتمام کا قول "نہج النجاۃ" اور "فتاوی ظہیریہ" سے ماخوذ ہے، اور "نہج النجاۃ" کے مصنف غیر معروف ہیں اور بعض حضرات نے انہیں شافعی المسلک ظاہر کیا ہے۔ (کمافی العبارۃ التاسعۃ) جبکہ دوسری جانب قصر کا قول معروف فقیہ امام ابو جعفر الہندوانی المتوفی ۳۶۲ھ، سے منقول ہے، جن کا شمار کبارِ ائمہ حنفیہ میں ہوتا ہے، اور انہیں انکی فقہی بصیرت کی وجہ سے

جاری ہے---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله ربّ العلمين والصلوٰة والسلام على سيّدالانبياوالمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين :أمابعد

کیا فرماتے ہیں علما کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ: عورت اگر حالت حیض میں اپنے مقام سے ایسے مقام کے لیے سفر کرے، جو مسافت سفر پر واقع ہو، اور راستے میں ایسی جگہ پر پاک ہو جائے جو منزل سے مسافت سفر پر نہیں ہے۔ تو شامی اور بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ وہ پوری نماز پڑھے گی، وجہ یہ بیان فرمائی ہے "لكن منعها من الصلاة ماليس بصنعها فلغت نيتها من الأول" اس پر یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ "اسقاط صلاۃ" کی وجہ سے وہ نیت کی اہل کیوں نہ رہی جبکہ نیت سفر کا تعلق صرف صلاۃ سے نہیں بلکہ دوسرے مسائل بھی اس سے متعلق ہیں مثلا: ایام اضحیہ میں اگر یہ عورت مذکورہ حالت میں سفر کرے تو اس پر قربانی واجب نہ ہوگی تو قربانی کے حق میں سفر کا اعتبار ہے، جبکہ شریعت میں ایسی کوئی مثال ہماری نظر سے نہیں گزری کہ نیت سفر بعض احکام سفر کے حق میں معتبر ہو اور بعض کے حق میں نہ ہو، جبکہ دیگر مسائل واحکام جو نیت سے متعلق ہیں ان میں اسکی نیت کا اعتبار ہونا بدیہی ہے، اور اگر، بغور دیکھا جائے تو حیض مُسقط الصلاۃ تو ہے مسقط اہلیت نہیں ہے، بلکہ بدستور وہ دیگر احکام شرع کی پابند ہے، کیونکہ وہ مسلمہ عاقلہ اور بالغہ ہے اسکی نیت کو محض حیض کی وجہ سے غیر معتبر قرار دینا محل نظر ہے۔

نیز المحیط البرهاني میں ایک صریح جزئیہ ہے: "وفي متفرقات الشيخ الإمام الفقية أبوجعفر: وأماالحائض إذا طهرت في بعض الطريق قصرت الصلاة لأنها مخاطبة "(المحيط البرهاني ،٤٠٨/٢)

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے شرنبلالی کا جواب جس کتاب "نھج النجاۃ" سے نقل فرمایا ہے وہ ایک غیر معروف اور مفقود کتاب ہے، بلکہ اس کے مصنف کو "هدية العارفين" اور "إيضاح المكنون" نے شافعی کہا ہے اگر چہ بعض نے حنفی بھی کہا ہے۔

اب صورتحال یہ ہے کہ ایک جزئیہ "اتمام والا" قواعد کے خلاف، نقل کے اعتبار سے کمزور، قیاس و درأیت سے متصادم، جبکہ دوسرا جزئیہ "قصر والا" قواعد مذھب کے مطابق ہے اور قائلین اس کے شیخ الاسلام امام فقیہ ابو جعفر اور علامہ شرنبلالی ہے۔ تو کیا ترجیح یا عمل اس جزئیہ یعنی "اتمام والا" پر کرنا چاہیے۔

امید ہے کہ آپ ایسے جواب سے سرفراز فرمائیں گے تتلج به الصدور وتخضع له العقول وأجركم على الحيّ القيّوم۔

السائل : ابوثمامہ جامع مسجد بلال پہلوان گوٹھ کراچی

۱۴۳۵/۲/۲۱ھ فون نمبر 0300 3500337

(جواب منسلک ہے)

"ابو حنیفہ الصغیر" کہا جاتا ہے۔(کمافی العبارۃ العاشرۃ) اس لئے ایسی صورت میں ظاہراً ایک معروف اور مسلّم فقیہ کا قول معتبر ہوگا۔

دوسری طرف اتمام کے قول کے ناقل علامہ شامی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۵۲ھ ہیں، جو متاخرین فقہاءِ حنفیہ میں سے ہیں، جبکہ "قصر" کے قول کے ناقل صاحبِ "محیطِ برہانی" امام برہان الدین محمود رحمہ اللہ المتوفی ۶۱۶ھ ہیں، جن کا تعلق فقہاء کے تیسرے طبقے (مجتہدین فی المسائل) سے ہے، (کما فی العبارۃ الحادیۃ عشر) اور بظاہر علامہ شامی رحمہ اللہ "محیطِ برہانی" پر مطلع نہیں ہوئے تھے، (کما فی العبارۃ الثانیۃ عشر) اور ان کے سامنے امام ابو جعفر رحمہ اللہ کا قول نہیں تھا، اسلئے اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

۲۔ قصر کا قول قیاس کے بھی موافق ہے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ شرعاً سفر شروع ہونے کیلئے ضروری ہے کہ سفر کی نیت سے نکلنے والے شخص میں انشاءِ (آغاز) سفر کے وقت نیتِ سفر معتبر ہونے کی صلاحیت واہلیت موجود ہو، (کما فی العبارۃ الثالثۃ عشروالرابعۃ عشر) لہذا جن افراد میں بوقتِ انشاءِ سفر سرے سے اہلیت وصلاحیت ہی نہ ہو، تو ان کی نیتِ سفر شرعاً معتبر نہ ہوگی، اور ان پر احکامِ سفر لاگو نہیں ہونگے، اور جن افراد میں اس وقت نیت کی اہلیت ہو، تو ان کی نیت معتبر ہوگی، ان پر احکامِ سفر لاگو ہونگے۔ چنانچہ اس سلسلے میں کتبِ فقہ میں درجِ ذیل تین مسائل معروف ہیں:

۱۔ نابالغ سفر کی نیت سے نکلا اور راستے میں ایسی جگہ بالغ ہو گیا کہ اس جگہ اور منزلِ مقصود کے درمیان کی مسافت مسافتِ سفر سے کم ہے، تو ایسی صورت میں وہ قصر نہیں کرے گا، کیونکہ سفر شروع کرتے وقت وہ نیتِ سفر کا اہل نہیں تھا، لہذا شرعاً وہ مسافر شمار نہیں ہوگا۔

۲۔ کافر سفر کی نیت سے نکلا اور راستے میں ایسی جگہ مسلمان ہو گیا، تو وہ قصر کرے گا، کیونکہ بوقتِ انشاء سفر وہ نیتِ سفر کا اہل تھا، کیونکہ کفر مسقطِ نیت نہیں بلکہ مسقطِ عبادت ہے۔(کمافی العبارۃ الخامسۃ عشر، والسادسۃ عشر، والسابعۃ عشر، والثامنۃ عشروالتاسعۃ عشر)

۳۔ تیسرا مسئلہ جو کہ موضوعِ بحث ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ یہی صورت پیش آئے اور وہ ایسے مقام پر پاک ہو جائے، تو نابالغ کے مسئلے پر قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اتمام کرے گی۔ اور کافر والے مسئلے پر قیاس کا تقاضہ یہ کہ قصر کرے گی، جبکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مسئلے پر قیاس کرنا درست نہیں، کیونکہ نابالغ نیت کا اہل نہیں اور مطلقاً غیر مکلف ہے، جبکہ حائضہ عورت نیت کی اہل ہے اور دیگر احکامِ شرع کی مکلف اور مخاطب ہے۔(یہی وجہ ہے کہ حالتِ حیض میں اگر حج یا عمرہ کی نیت کرے تو اس کا احرام درست ہو جائے گا) اس لئے کافر والے مسئلے پر قیاس کرنا زیادہ راجح

جاری ہے۔۔۔

معلوم ہوتا ہے کیونکہ کافر بھی عاقل بالغ اور نیت کا اہل ہے، اور حائضہ بھی عاقلہ بالغہ اور نیت کی اہل ہے۔ تو جس طرح کافر کی نیتِ سفر شرعاً معتبر ہے، تو حائضہ کے حق میں نیتِ سفر بطریقِ اولیٰ معتبر ہونی چاہئے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں "قصر" کا قول روایت کے اعتبار سے قوی ہونے کے ساتھ قیاس کے بھی موافق ہے، لہذا ہمارے نزدیک قصر کا قول ہی راجح ہے۔

العبارة الاولیٰ

الدر المختار – (2 / 134)

طهرت الحائض وبقي لمقصدها يومان تتم في الصحيح كصبي بلغ بخلاف كافر أسلم.

وفي حاشية ابن عابدين – (2 / 135)

(قوله تتم في الصحيح) كذا في الظهيرية. قال ط وكأنه لسقوط الصلاة عنها فيما مضى لم يعتبر حكم السفر فيه فلما تأهلت للأداء اعتبر من وقته.

(قوله كصبي بلغ) أي في أثناء الطريق وقد بقي لمقصده أقل من ثلاثة أيام فإنه يتم ولا يعتبر ما مضى لعدم تكليفه فيه ط (قوله بخلاف كافر أسلم) أي فإنه يقصر.

قال في الدرر لأن نيته معتبرة فكان مسافرا من الأول بخلاف الصبي فإنه من هذا الوقت يكون مسافرا، وقيل يتمان، وقيل يقصران. اهـ. والمختار الأول كما في البحر وغيره عن الخلاصة.

قال في الشرنبلالية: ولا يخفى أن الحائض لا تنزل عن رتبة الذي أسلم فكان حقها القصر مثله. اهـ.

وأجاب في نهج النجاة بأن مانعها سماوي بخلافه اهـ أي وإن كان كل منهما من أهل النية بخلاف الصبي، لكن منعها من الصلاة ما ليس بصنعها فلغت نيتها من الأول، بخلاف الكافر فإنه قادر على إزالة المانع من الابتداء فصحت نيته

العبارة الثانية

وفی الفتاوی التاتارخانية: (505/2)الناشر: المكتبة الفاروقية كوئته

وفی الظهيرية:والحائض إذا طهرت من حيضها وبينها وبين المقصد أقل من مسيرة ثلاثة أيام تصلي اربعاهو الصحيح

جاری ہے۔۔۔

وفی حاشیته: للشیخ شبیر احمد المفتی بالجامعة القاسمیةالشهیرة مدرسة شاهی مراد آباد،الهند

هـذه المسئلة فيهـا نظر لان نيـة الحـائض معتـبرة كمـا إذا نـوت للاحـرام بـالحج أو بالعمرة صح إحرامها وصحت نيتها فلهذا نقل فی المحیط البرهانی عن الشیخ الامام الفقیه أبي جعفررحمه الله أن نیة الحائض معتبرة وهی مخاطبة بالشرائع فقال: وأما الحائض إذا طهرت في بعض الطريق قصرت الصلاة؛ لأنها مخاطبة.

العبارة الثالثة

حلبي كبير : (ص 466 مكتبة نعمانية كوئته)

والحائض إذا طهرت وقد بقى بينها وبين مقصدها أقل من ثلاثة أيام تتم الصلوة وهو الصحيح ذكره في الظهيرية

العبارة الرابعة

المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة – (2 / 113)

وإذا أسلم الكافر في سفره وبينه وبين المقصد أقل من ثلاثة أيام أو إذا أدرك الصبي في سفره وبينه وبين المقصد أقل من ثلاثة أيام؛ فقد اختلف المشايخ فيه بعضهم قالوا: الذي أسلم يصلي ركعتين فالذي بلغ يصلي أربعاً وقال بعضهم: يصليان ركعتين.
وفي «متفرقات الفقيه أبي جعفر»: فإنهما يصليان أربعاً؛ لأنهما لم يكونا مخاطبين؛ فلا يقصران الصلاة، **وأما الحائض إذا طهرت في بعض الطريق قصرت الصلاة؛ لأنها مخاطبة.**

العبارة الخامسة

حاشية ابن عابدين – (2 / 135)

قال في الشرنبلالية ولا يخفى أن الحائض لا تنزل عن رتبة الذي أسلم فكان حقها القصر مثله ا هـ

العبارة السادسة

درر الحكام شرح غرر الأحكام-محمد بن فراموز الشهير بمنلا خسرو – (2 / 98)

وهو ممن يعتبر قصده حتى لو خرج صبي وكافر قاصدين مسيرة ثلاثة أيام ففي أثنائها بلغ الصبي وأسلم الكافر يقصر الذي أسلم فيما بقي ويتم الذي بلغ لعدم صحة القصد والنية من الصبي حيث أنشأ السفر بخلاف النصراني والباقي بعد صحة النية أقل من ثلاثة أيام كما في الفتح وهو اختيار الصدر الشهيد حسام الدين لكن قال في

جاری ہے۔۔۔

مختصر الظهيرية الحائض إذا طهرت وبينها وبين المقصد أقل من ثلاثة أيام تصلي أربعا هو الصحيح ا ھ قلت ولا يخفى أنها لا تنزل عن رتبة الذي أسلم فكان حقها القصر مثله ا ھ .

وهذا أي كونه ممن يعتبر قصده أحد شروط ثلاثة لصحة النية ذكرها المقدسي عن الزاهدي وثانيها الاستقلال بالحكم فلا تعتبر نية التابع وثالثها أن ينوي سفرا صحيحا وهو ثلاثة أيام فما فوقها وذلك معلوم من كلام المصنف .

العبارة السابعة

احسن الفتاوی :(187/4 ایچ ایم سعید کراچی)

سوال: کوئی عورت سفر میں حیض کے ساتھ ہو اور ایسی جگہ پہنچ کر پاک ہوئی، جہاں سے وطن مسافت سفر سے کم ہو، اور اس حالت میں اس پر نماز کا وقت آگیا تو یہ قصر پڑھے گی یا پوری نماز پڑھے گی؟ اگر نماز قضاء ہوگئی تو پوری نماز قضاء کرے گی یا نہ؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب: خواہ ادا پڑھے یا قضاء، بہر صورت پوری نماز فرض ہے، قال العلائیۃ طهرت الحائض وبقي لمقصدها يومان تتم في الصحيح كصبي بلغ بخلاف كافر أسلم.

یہ حکم جب ہے کہ ابتداء سفر سے حائضہ ہو، اگر حالت طہارت میں سفر کی ابتداء ہو تو حیض ختم ہونے کے بعد بھی قصر پڑھے گی، کما یفهم من قول ابن عابدين رحمه الله منعها من الصلاةماليس بصنعها فلغت نيتها من الأول.

العبارة الثامنة

بھشتی زیور: (ص149)دارالاشاعت کراچی)

مسئلہ ۱۲: چار منزل جانے کی نیت سے چلی لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزریں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے، اب نہا دو کر چار رکعتیں پڑھے، البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ جگہ اگر تین منزل ہو یا چلتے وقت پاک تھی راستہ میں حیض آگیا ہو تو وہ البتہ مسافر ہے۔

جاری ہے---

العبارة التاسعة

إيضاح المكنون – (2 / 695)

نهج النجاة إلى المسائل المنتقاة – لعز الدين ابى العباس حمزة بن احمد الحسينى الشريف الدمشقي الشافعي المتوفى سنة ۸۷۴ اربع وسبعين وثمانمائة (موجود بدار الكتب كوبريلى).

هدية العارفين – (1 / 178)

الدمشقي: عز الدين حمزة بن أحمد بن علي الحسيني الشريف أبو العباس الدمشقي الشافعي توفي سنة ۸۷۴ أربع وسبعين وثمانمائة. من تصانيفه الأوابد والمنهى في وفيات أولي النهي ذيل الطبقات الشافعية لابن شهبة. الإيضاح في شرح التنبيه لأبي إسحاق الشيرازي. بقايا الخبايا للزركشي في الفروع. تتمات على المهمات للأسنوي من شروح الروضة. تلخيص المعاني في شرح حرز الأماني " موجود بدار الكتب بابا أفندي في بروسة " الذيل على مشتبه النسبة لابن حجر. غرر البلاغة وظرف البراعة. فضائل بيت المقدس. كتاب الألغاز. نهج النجاة إلى مسائل المنتقاة.

العبارة العاشرة

طبقات الحنفية – (2 / 68)

محمد بن عبد الله بن محمد بن عمر أبو جعفر الفقيه البلخي الهندواني ذكره صاحب الهداية في باب صفة الصلاة إمام كبير من أهل بلخ قال السمعاني كان يقال له **ابو حنيفة الصغير لفقهه** تفقه على أستاذه أبي بكر محمد بن أبي سعيد المعروف بالأعمش والأعمش تلميذ أبي بكر الإسكاف والإسكاف تلميذ محمد بن سلمة ومحمد بن سلمة تلميذ أبي سليمان الجوزجاني وأبو سليمان الجوزجاني تلميذ محمد بن الحسن ومحمد بن الحسن تلميذ أبي حنيفة حدث ببلخ وما وراء النهر وأفتى بالمشكلات وشرح المعضلات وكشف الغوامض مات ببخارى في ذي الحجة سنة أثنتين وستين وثلاث مائة وهو ابن أثنتين وستين سنة.

العبارة الحادية عشر

أصول الافتاء وآدابه: للشيخ محمد تقى العثماني ادام الله فيوضهم (ص۱۷۸)

وقد عد العلماء المتاخرون "المحيط البر هاني" من هذا القسم فان مؤلفه وان كان من

جاری ہے۔۔۔

اعیان العلماء العلماء الحنفية **حتي عد من المجتهدين في المسائل** ولكن نص الفقهاء كابن نجيم وابن همام بانه لايجوز الافتاء به وعلله بعضهم بكونه جامعا للرطب واليابس ،ولكن ذكر العلامة اللكنوى رحمه الله تعالى هذا الكلام من هؤلاء العلماء ثم كتب فى حاشية ''النافع الكبير '' ص١٩ ''وقد وفقنى الله بعد كتابة هذه الرسالة بمطالعة المحيط البر هانى ،فرايته ليس جامعا للرطب واليابس،بل فيه مسائل منقحة وتفاريع مرصعة،ثم تاملت فى عبار ة فتح القدير وعبار ة ابن نجيم،فعلمت ان المنع من الافتاء من ليس لكونه جامعا للغث والسمين،بل لكونه مفقودا نادرا الوجود ،و هذا الامر يختلف باختلاف الزمان''......لكن طبع هذا الكتاب اليوم بفضل الله تعالى فى خمسة وعشرين مجلدا،....وقد طالعتُ منه قدرا يعتد به ......فينبغى ان يعد هذا الكتاب من امهات الكتب المعتبرة.

العبارة الثانية عشر

وفيه : (ص ١٤٨)

قال العبد الضعيف عفا الله عنه : هذا ما ذكره ابن عابدين رحمه الله بالنسبة لمحيط رضى الدين السرخسي-**والظا هر انه لم يطلع عليه بنفسه ولا على المحيط البر هانى** والحقيقة التى تظهر بعد طباعة المحيط البر هانى : ان هذا الوصف يصدق عليه دون محيط رضى الدين السرخسى.

العبارة الثالثة عشر

نور الإيضاح – (1 / 69)

ويشترط لصحة نية السفر ثلاثة أشياء الاستقلال بالحكم **والبلوغ** وعدم نقصان مدة السفر عن ثلاثة أيام

العبارة الرابعة عشر

مراقي الفلاح – (1 / 187)

ويشترط لصحة نية السفر ثلاثة أشياء : الاستقلال بالحكم و) **الثاني (البلوغ و)** الثالث (عدم نقصان مدة السفر عن ثلاثة أيام فلا يقصر من لم يجاوز عمران مقامه أو جاوز) العمران ناويا (و) لكن (كان صبيا أو تابعا لم ينومتبوعه السفر)

جاری ہے۔۔۔

العبارة الخامسة عشر

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي – (3 / 149)

وَعَلَى اعْتِبَارِ الْقَصْدِ تَفَرَّعَ فِي صَبِيٍّ وَنَصْرَانِيٍّ خَرَجَا قَاصِدَيْنِ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَفِي أَثْنَائِهَا بَلَغَ الصَّبِيُّ وَأَسْلَمَ الْكَافِرُ يَقْصُرُ الَّذِي أَسْلَمَ فِيمَا بَقِيَ وَيُتِمُّ الَّذِي بَلَغَ ؛ لِعَدَمِ صِحَّةِ الْقَصْدِ وَالنِّيَّةِ مِنْ الصَّبِيِّ حِينَ أَنْشَأَ السَّفَرَ بِخِلَافِ النَّصْرَانِيِّ ، وَالْبَاقِي بَعْدَ صِحَّةِ النِّيَّةِ أَقَلُّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ

العبارة السادسة عشر

بدائع الصنائع – (1 / 103)

وذكر في العيون أن الصبي والكافر إذا خرجا إلى السفر فبقي إلى مقصدهما أقل من مدة السفر فأسلم الكافر وبلغ الصبي فإن الصبي يصلي أربعا والكافر الذي أسلم يصلي ركعتين

والفرق أن قصد السفر صحيح من الكافر إلا أنه لا يصلي لكفره فإذا أسلم زال المانع فأما الصبي فقصده السفر لم يصح وحين أدرك لم يبق إلى مقصده مدة السفر فلا يصير مسافرا ابتداء

العبارة السابعة عشر

الفتاوى الهندية – (1 / 139)

(الْبَابُ الْخَامِسَ عَشَرَ فِي صَلَاةِ الْمُسَافِرِ) وَيُعْتَبَرُ أَنْ يَكُونَ من أَهْلِ النِّيَّةِ حتى أَنَّ صَبِيًّا وَنَصْرَانِيًّا إذَا خَرَجَا إلَى السَّفَرِ وَسَارَا يَوْمَيْنِ ثُمَّ بَلَغَ الصَّبِيُّ وَأَسْلَمَ النَّصْرَانِيُّ فَالصَّبِيُّ يُتِمُّ وَالْمُسْلِمُ يَقْصُرُ كَذَا في الزَّاهِدِيِّ

العبارة الثامنة عشر

الأشباه والنظائر – حنفي – (1 / 67)

قد كتبنا في الفوائد أن نية الكافر لا تعتبر إلا في مسألة في البزازية و الخلاصة هي : صبي و نصراني خرجا إلى مسيرة ثلاث فبلغ الصبي في بعض الطريق وأسلم الكافر قصر الكافر لاعتبار قصده لا الصبي في المختار اه

العبارة التاسعة عشر

وفي شرح الحموي:(١ /١٦٩)

قوله: وقد كتبنا في الفوائد إلى اخره أقول:لاوجه للاستثناء المذكور إذ معنى قولهم:لا تعتبر نية الكافر أي فيما كان عبادة وضعا والسفر ليس بعبادة وضعا على أن الموجود في المسئلة المذكورة مجرد قصد لانية والنية ليست مجرد القصد إذ هي قصد الطاعة والتقرب إلى الله تعالى في ايجاد الفعل **ولا شبهة في أن مجرد القصد من الكافر معتبر** وإلا لالتحق بالبهائم ولم يكن مكلفا فتدبر. واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

تنویر احمد

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

١٧۔ ربیع الثانی۔ ١٤٣٥ھ

١٨۔ فروری۔ ٢٠١٤ء

جواب صحیح ہے، اور اس سے قبل مرزم ... جو فتویٰ دیا گیا تھا، اس سے رجوع کیا جاتا ہے

واللہ سبحانہ اعلم

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

١٨/٤/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح والحمد للہ الذی وفقنا للوصول الی الحق

العبد محمود اشرف غفر اللہ لہ

١٩/٤/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح ماشاء اللہ

شاہ محمد تفضل علی عفی عنہ

٢٢/٤/١٤٣٥ھ

لأن نية الحائض ... احرام العمرة، وركن العمرة طواف فقط، والطواف بالبيت صلاة

الجواب صحیح والمجیب نجیح

الجواب صحیح

١٩/٤/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح

٢٢/٤/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

٢١/٤/١٤٣٥ھ